شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ

ایک عہد ساز شخصیت ایک عبد منیب

قاری سعید الرحمٰن مدظلہٗ، مہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی

وما کان قیس هلکه هلک واحد
ولکنه بنیان قوم تهدما

موت التقی حیاۃ لا انقطاع لها
کم مات قوم وهم فی الناس احیاء

قرآن کریم کی سورہ ملک میں ارشاد ربانی الایعلم من خلق وهو اللطیف الخبیر کے مطابق اصل تو یہی ہے کہ جس نے پیدا کیا ہے وہی جانتا ہے کہ کون کیا ہے؟ لیکن کچھ شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جو قافلہ ہستی کے لئے روشنی کا مینار ہوتی ہیں اور جنکی ضیاء پاشیوں سے انسانوں کی انفرادی واجتماعی زندگیاں سنورتی ہیں ان کے وجود مسعود سے علم و دانش زہد و تقویٰ اور یقین و معرفت کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں ان کے دم قدم سے علوم نبوت کا وقار قائم رہتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان ہی جامع الکمالات ہستیوں میں تھا وہ نہ صرف اپنے دور کے جید اور بزرگ عالم دین تھے بلکہ اعلیٰ درجہ کے منتظم معاملہ فہم اور مدبر تھے علم و وقار کا مجسمہ تھے اور خدا ترسی و للھیت کا بہترین نمونہ تھے ہمارے اسلاف اور بزرگوں کے الگ الگ رنگ ہیں ہر ایک اپنی ذات میں انجمن ہے بقول کسے ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

علمائے دیوبند کے صف اول کے بزرگوں سے لیکر آج تک ہر شخصیت اپنی مثال آپ ہے علم ہو کہ سیاست تصنیف و تالیف ہو کہ تدریس تبلیغ ہو کہ جہاد ہر میدان میں یہ ستارے اپنی تابناکیوں کے ساتھ منصہ شہود پر نظر آتے ہیں۔

شاہجہان کے تاریخی میلہ خدا شناسی میں قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کا علمی وقار غیر مسلموں کو بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور کر رہا تھا کہ اگر کسی کی تقریر پر ہمیں مسلمان ہونا ہوتا تو آج " قاسم نانوتوی " کے بیان پر ہم اسلام قبول کر لیتے لیکن آیت ربانی ہے من یضلل اللہ فلا ھادی لہ

صف ثانی میں سیاست کے شہسوار حضرت مولانا محمود الحسنؒ شیخ الھندؒ کا نام ایسا تاریخی ہے کہ برصغیر پاک و ھند کی آزادی شیخ الھند کی جدوجھد اور ذکر کے بغیر نامکمل ہے مخالفین نے آزادی کا سہرا دوسرے لوگوں کے سروں پر باندھنے کی سعی کی مگر حقائق کو کیسے جھٹلایا جاسکتا ہے تصنیف و تالیف و مواعظ میں حکیم الامۃ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ تبلیغ ودعوت الی اللہ میں حضرت مولانا الیاس صاحبؒ فرنگی سامراج کی بیخ کنی اور حریت آزادی میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ اور قیام پاکستان کی جدوجھد میں شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی صاحبؒ کی خدمات کو کیسے نظرانداز کیا جاسکتا ہے۔

تقسیم ملک میں سیاسی آرا مختلف رہی ہیں لیکن تکوینی طور پر پاکستان بننے میں دیگر حکمتوں کے علاوہ اہم چیز اس خطہ میں اسلامی درسگاہوں کا قیام اور انکے ذریعہ علمی طور پر پسماندہ علاقوں میں دینی فضا اور علوم نبویہ کا پرچار اپنے اندر محنت اور جدوجہد کی ایک تاریخ رکھتا ہے۔

پاکستان کی علمی تاریخ مولانا عبدالحق صاحبؒ کے بغیر نامکمل ہے آپ نے ایک بے آب و گیاہ دور افتادہ قصبہ میں ایک علمی مرکز کی بنیاد رکھی اکوڑہ خٹک حضرت سید احمد شہیدؒ اور حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کے جہاد میں معروف رہا ہے اور ان مجاہدین کے کارناموں میں اس گاؤں کا ذکر آتا ہے۔ اور یہ تاریخ کا ایک حصہ لیکن علمی طور پر اس کا کوئی ماضی نہیں تھا پاکستان بننے سے قبل آپؒ دارالعلوم دیوبند میں بطور مدرس مصروف تھے اللہ تعالیٰ نے آپ جیسے اکابر سے کام لینا تھا اور تقسیم ملک کے بعد اپنے وطن اکوڑہ خٹک میں علوم نبوت کی اشاعت کا آپ نے آغاز فرمایا حضرت شیخ الحدیثؒ سے ہمارا تعلق غالباً 55 سے ہوا جب میرے والد صاحب شیخ الحدیث تشریف لے گئے اور چند سال وہاں قیام رہا اس دوران حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کی زیارت ہوتی رہی حضرتؒ کے حسن خلق شفقت تواضع اور محنت کا نقش قلب پر ایسا مستحکم ہوا کہ یہ تعلق پھر بڑھتا چلا گیا مولانا سمیع الحق اور مولانا

انوار الحق سے اسی دور سے برادرانہ تعلقات استوار ہوئے۔

ابتدائی دور میں حضرت اپنی مسجد میں درس حدیث دیتے رہے اور مدرسے کا آغاز اسی مسجد سے ہوا یہ حضرت کا اخلاص تھا کہ چھوٹی سی مسجد سے مدرسہ کی ابتداء ہوئی اور پھر یہ ایک یونیورسٹی کی شکل اختیار کر گیا اس بستی میں کوئی کشش نہیں تھی پشتونوں میں خوشحال خان خٹک کیوجہ سے یہ علاقہ خٹک قبائل کا مرکز سمجھا جاتا تھا دینی اعتبار سے اور ماحول کے سازگار ہونے کے اعتبار سے یہ کوئی زرخیز علاقہ نہیں ہے مگر ایسی بے رونق جگہ میں حضرتؒ کا ایسا عظیم الشان دارالعلوم قائم کرنا ایسا کارنامہ ہے جو بڑے بڑے منصوبہ سازوں اداروں انجمنوں اور اصحاب ثروت سے نہیں ہوسکتا۔

دارالعلوم حقانیہ آپ کے اخلاص کا مظہر ہے اس ادارہ کا ملک و بیرون ملک اکابرواسلاف اور اصحاب خیر کا مرکز توجہ بننا یہ من جانب اللہ مقبولیت کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے ؟ اس ادارہ نے صرف تعلیمی لحاظ سے ہی ملک پر اپنے خوشگوار اثرات نہیں چھوڑے بلکہ سالانہ جلسوں علمی میٹنگوں اور اکابر کے ورود د صدور سے موعظت و نصیحت کا بھی سلسلہ جاری رکھا دارالعلوم کے ابتدائی دور کے اجلاسوں میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ قاری محمد طیبؒ مولانا محمد علی جالندھری مولانا عزیز اللہ اور پاک وھند کے مشاہیر علماء و خطباء کے مواعظ سے عوام و خواص مستفید ہوتے۔

مولانا نے دارالعلوم کے قیام میں چند اصول اختیار فرمائے اور آخر تک انکو نباھتے رہے اور اسکے اثرات ظاہر ہوتے رہے اپکی زبان مبارک سے یہ جملہ بارھا سنا کہ " دینی مدارس میں ضبط سے زیادہ ربط کی ضرورت ہوتی ہے " ضابطوں کی موشگافیاں اور قانونی دفعات پر عمل سے زیادہ باہمی تعلق اور ربط زیادہ مفید رہتا ہے وہ ربط جو مہتمم اور اساتذہ میں رہتا ہے وہ ربط جو اساتذہ و طلبہ کے درمیان رہتا ہے وہ ربط جو مہتمم و مجلس شوریٰ اور عام مسلمانوں کے درمیان رہتا ہے گویا ھر جگہ ربط ہی ربط ہے اسی ربط کا نتیجہ تھا کہ دارالعلوم ہمیشہ بحرانوں سے محفوظ رہا مشکل سے مشکل وقت میں بھی حالات حضرت کے قابو میں رہے دارالعلوم کا ھر استاذ حضرت کو اپنا شیخ د مربی سمجھتا اور ہر طالبعلم حضرت کو اپنا روحانی باپ سمجھتا اور مجلس شوریٰ کا ھر رکن حضرت کو اپنا رھنما تصور کرتا۔

دارالعلوم کی مجلس شوریٰ جسکا راقم کو بھی حضرت نے نامزد کیا تھا اور جس کے اجلاس میں شرکت اپنی سعادت سمجھتا اس مجلس شوریٰ کے ممبران میں معاشرہ کے مختلف طبقے علماء صلحاء بادجاہت اور دیندار خوانین سرمایہ دار صنعتکار تجار اور زمیندار شامل تھے شوریٰ میں جب اساتذہ اور طلبہ کے مسائل زیر بحث آتے تو حضرت ی اصول " ربط " سے حل فرماتے خاص ضرورت ہوتی تو علماء کی ذیلی کمیٹی بنا کر فراخ دللنہ طریقہ سے باحسن وجوہ مسائل حل فرمالیتے مجلس شوریٰ کے اجلاس میں ھر ممبر کا مقصد حضرتؒ کی زیارت اور حصول فیض ہوتا اور ھر معاملہ میں حضرت کی رائے ہی اہم ہوتی مگر حضرت ہر شخص کو ایسی اہمیت دیتے جیسے کہ پوری مجلس کے روح رواں وہی ہیں۔

حضرت کے ساتھ طویل تعلق رہا قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہونیکے بعد ابتداء میں عرصہ تک حضرت کا قیام ہمارے یہاں جامعہ اسلامیہ میں رہا اور یہ صرف حضرت کی شفقت تھی کہ خاص سہولتیں نہ ہونے اور خدمت میں کوتاہی کے باوجود حضرت نے یہاں قیام فرمایا وہ ایام ہمارے لئے انتہائی سعادت و مسرت کے تھے اور حضرت کے حسن خلق اور طبعی کمالات کا روز و شب مشاہدہ ہوتا۔

جمعہ کے دن جب طبیعت پر بوجھ نہ ہوتا حضرت خوش دلی سے جامعہ اسلامیہ میں اپنے وعظ و فیوضات سے مستفید فرماتے بارہا طویل سفر حضرت کے ساتھ کرنے کا موقع ملا میں نے حضرت میں امتیازی صفات پائیں جو آج کے دور میں ناپید ہیں ان میں سے ایک تواضع جو آپ کی جبلی خصلت اور طبیعت ثانیہ تھی حضرتؒ کی شان تواضع دیکھ کر مخاطب شرم محسوس کرتا اپنے آپ کو مٹانا یہ معرفت و تصوف کا وہ رھنما اصول ہے جس سے باطنی مقامات رفیعہ کا حصول آسانی سے ہوتا ہے اور اھل اللہ سب سے زیادہ زور اسی پر دیتے ہیں حضرتؒ نے تو اپنے نفس کو ایسے مٹایا ہوا تھا اور تواضع کا ایسا غلبہ تھا کہ آپکی رفعتوں اور عظمتوں کا یہ زینہ تھا بمصداق حدیث " من تواضع للہ رفعہ اللہ " اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلندیوں سے نوازا تھا۔

دارالعلوم حقانیہ کے وہ اجلاس اور محافل ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں جس میں بڑے بڑے اکابر موجود ہوتے تھے اور حضرت پر شان تواضع کا ایسا غلبہ ہوتا جسکو قلم تعبیر کرنے سے عاجز ہے۔

حضرت کی ایک دوسری خاص امتیازی کیفیت جو ہمارے نزدیک بڑی اہم ہے وہ ہے " انابت الی اللہ " قرآن کریم میں " عبد منیب " کی تعریف فرمائی گئی ہے آپ ھروقت اللہ کی طرف متوجہ رہتے زبان " ذکر اللہ " سے مرطوب رہتی طویل اسفار میں حضرتؒ کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع ملا آپ مسلسل ذکر خداوندی میں مصروف رہتے ہم آپس میں گفتگو کرتے رہتے اور حضرت خاموشی سے تسبیح پڑھتے رہتے گا ہے طبیعت میں انشراح ہوتا تو چہرے پر مسکراہٹ کے ساتھ مزاح

فرماتے یادریافت کرنے پر جواب ارشاد فرماتے۔
یہ میرے لیے انتہائی خوش قسمتی کی بات ہے کہ پنڈی جب بھی تشریف لاتے عموماً ہمارے یہاں از راہ ذرہ نوازی قیام فرماتے۔
ایک رات جبکہ گرمی کا موسم تھا راتیں چھوٹی تھیں حضرتؒ کمرہ میں آرام فرمارہے تھے میں باہر صحن میں سویا ہوا تھا اچانک رات کے آخری پہر آنکھ کھلی تو کانوں نے دردناک آواز سے بارگاہ خداوندی میں رونے کی آواز سنی حضرت پر گریہ وبکا طاری ہے ہچکیاں لیکر اپنے رب کے حضور آنسو بہارہے ہیں اس آواز کی دردناکی الحاح وزاری اور اپنے رب غفور کے سامنے تضرع و عجز کی یہ کیفیت مجھ جیسے گنہگار اور قاسی القلب کو جھنجھوڑ رہی تھی " ازیزکازیز المرجل " کا منظر اپنی قلبی کیفیات سے محسوس کرہا تھا اور رات کی تاریکی میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ ہیں وہ اللہ کے بندے جن کا ذکر قرآن نے فرمایا تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً وطمعاً (الآیۃ)

حضرتؒ کی تیسری امتیازی خصوصیت جس سے ہم موجودہ ہنگامہ خیز اور مصروف دور میں بڑی عبرت اور درس حاصل کرسکتے ہیں وہ یہ کہ جب تک ایک کام کو اپنا مقصد نہ بنالیا جائے اور شب و روز اس کے لئے وقف نہ کردئے جائیں وہ پایہ تکمیل تک نہیں پہونچتا دارالعلوم حقانیہ کو آپ نے اپنا مقصد زندگی بنایا تو پوری توانائی اسکے لیے وقف کردی حتی کہ جب سیاست میں آپ نے قدم رکھا بلکہ پورے طبقہ علماء اور عوام نے آپکو انتخابی سیاست کے لئے مجبور کیا اس دوران بھی آپکی توجہ دارالعلوم کیطرف رہتی اور اسکے انتظام و انصرام میں کبھی بھی فرق نہ پڑتا۔

حضرت کی چوتھی امتیازی خصوصیت آپ کا سیاسی کردار ہے سیاست میں آپ کا کردار عجیب رہا پاکستانی سیاست خصوصاً انتخابی حالات میں ہر ایک کے دروازے پر جانا ضروری ہوتا ہے اور بغیر اس کے ووٹ کا حصول تقریباً ناممکن ہے لیکن میرے خیال میں پورے ملک میں شاید حضرت واحد شخصیت تھے جو کسی کے پاس ووٹ مانگنے کے لئے نہیں گئے بلکہ عوام والہانہ انداز میں حضرتؒ کو ووٹ دینے میں فخر محسوس کرتے اسی لیے حضرت کے مقابلہ میں سیاست کے بڑے بڑے برج زیر ہوگئے حالانکہ پشت پناہی بین الاقوامی طاقتیں اور مضبوط پارٹیاں کررہی تھیں۔
یہ واقعہ مشہور ہے کہ حضرت کے مقابلہ میں جب سرحد کے ایک وزیراعلی کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور بھٹو کیطرف سے سرزنش کی گئی تو انھوں نے بے ساختہ جواب دیا کہ میں کیا کروں " معاذ اللہ " ایک پیغمبر کے مقابلہ میں کیسے جیت سکتا تھا۔

پاکستانی سیاست کے حوالہ سے ایک اہم بات کا ذکر ضروری ہے کہ سیاست میں آپکا دامن دنیوی منفعت کی آلودگی اور داغ سے پاک رہا سیاست آجکل ایک کاروبار ہے بڑے بڑے سرمایہ دار جاگیردار اور سیاسی لیڈر حصول زر حب جاہ اور اپنے مال و دولت کی حفاظت کے لئے ہمہ وقت مصروف سیاست رہتے ہیں حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کا مطمع نظر مختلف انداز سے یہی ہے بلکہ پاکستانی سیاست میں تو " ہارس ٹریڈنگ " کے نام سے سیاسی خرید و فروخت کے ایک نئے باب کا اضافہ ہوا لیکن حضرتؒ کی سیاسی زندگی ان آلائشوں سے یکسر پاک وصاف تھی آپؒ صرف اعلاء کلمۃ اللہ اسلام کی حکمرانی اور شریعت کی بالادستی کے لئے پارلیمنٹ کے ایوانوں میں اپنا دینی فریضہ انجام دیتے رہے اور بلا خوف لومۃ لائم اپنے اسے مشن پر نہ صرف خود چلتے رہے بلکہ بعد میں آنیوالوں کے لئے رہنمائی کا باعث بنے اللہ تعالی ایسے بزرگوں کے نقش قدم پر ہمیں چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ ۱۱۸۰ سے

کی عظمت واستقامت، زہد وقناعت تبلیغ وارشاد، علمی کارنامے حدت زیادہ ہیں۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں بندہ کے قیام کے دوران حضرۃ رحمۃ اللہ علیہ کے گرانقدر مکتوبات بھی از حد قیمتی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ کسی دوسری فرصت میں ان جواہر پاروں کی اشاعت کی سعادت حاصل کروں گا۔
رحمہ اللہ تعالیٰ شیخنا المکرم رحمۃ واسعۃ وأعلی درجاتہ فی جنات الفردوس وکرّمہ برضوانہ ورویتہ الشریفۃ وان یجمعنا وجمیع خدامہ معہ ومع جمیع مشائخنا تحت لواء الحمد فی زمرۃ الانبیاء والصحابۃ والمقدمین ویجعلنا فی ظلہ یوم لاظل الاظلہ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وافضل رسلہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔